پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر
انچارج سیرت چیئر
اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

قرآن اور صاحبِ قرآن، عملی پہلو

رسول اللہ ﷺ کی زندگی قرآن کریم کا کامل بلکہ اکمل نمونہ ہے۔ آپؐ کی عملی زندگی میں قرآن کریم کے الفاظ کا عکس ہے۔ اس کی تائید قرآن کریم کے ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (۱)

"اور وہ نہیں بولتا اپنے نفس کی خواہش سے یہ تو حکم ہے بھیجا ہوا۔"

آپؐ کی گفتار و کردار کی قرآن سے مناسبت کی کئی مثالیں قرآن میں موجود ہیں۔

چنانچہ سورۃ المجادلہ کی ابتداء میں ارشاد ہے!

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ (۲)

"سن لی اللہ نے بات اس عورت کی جو جھگڑتی تھی تجھ سے اپنے خاوند کے حق میں اور شکایت کرتی تھی اللہ کے آگے۔"

عورت اپنے اور خاوند کے درمیان پیدا ہونے والے مسئلہ پر بحث و تکرار اور شکایت کر رہی ہے۔ قرآن اس کا نقشہ کھینچ رہا ہے کہ آپ ﷺ اس کی باتیں سن رہے ہیں اور خاموش ہیں، اپنی طرف سے کوئی بات کہنے کے لئے تیار نہیں، حتیٰ کہ آپ ﷺ پر وحی الٰہی نازل ہوئی۔ یہ صاحبِ قرآن کی عملی تصویر ہونے کی کتنی عمدہ مثال ہے۔ اس طرح کی مثالیں اور بھی ہیں۔ جن سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب قرآن کا قرآن کے ساتھ ہمہ پہلو کتنا گہرا تعلق تھا۔ حضرت عائشہؓ سے جب سوال ہوا کہ آپ ﷺ کا اخلاق کیا تھا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ!

فان خلق نبی اللّٰہ القرآن ۝ (۳)

"اللہ کے نبیؐ کا اخلاق قرآن تھا۔"

معروف مفکر ابوالکلام آزادؒ نے لکھا ہے!" دراصل قرآن اور حیاتِ نبوت معناً ایک ہی ہیں۔ قرآن متن ہے اور سیرتؐ اس کی تشریح، قرآن علم ہے اور سیرتؐ اس کا عمل قرآن صفحات و قراطیس مابین الدفتین اور فی صدور الذین اوتوا العلم میں ہے اور یہ ایک مجسم و ممثل قرآن تھا جو یثرب کی زمین میں چلتا پھرتا نظر آتا تھا"۔(۴) قرآن کریم نے جن اخلاقی رفعتوں کو سراہا لوگوں نے ان کو رسول ﷺ کی زندگی میں پایا۔ آپؐ کے اخلاق عظیم کے پیکر ہونے کا اعلان قرآن نے کیا!

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○ (۵)

"اور تو پیدا ہوا بڑے خلق پر۔"

ایسا کیوں نہ ہو تا رسول ﷺ کو عملی قرآن بنانے کا اہتمام خود رب العالمین نے کیا۔ جبرئیلؑ جب پہلی وحی لے کر آئے تو آپؐ فرمانے لگے ما انا بقارئی (۶) "میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔" آپؐ کا یہ کہنا قرآن کریم کی ان آیات کے عین مطابق ہے۔ جن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ (۷)

"تو نہیں جانتا تھا کہ کیا کتاب ہے اور نہ ایمان۔"

اور فرمایا!

عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط (۸)

"تجھ کو سکھائیں وہ باتیں جو تو نہ جانتا تھا۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ سے کہا یہ ہماری ذمہ داری ہے۔

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى ○ (۹)

"البتہ ہم پڑھائیں گے تجھ کو، پھر تو نہ بھولے گا۔"

پھر پڑھایا اور آپ ﷺ جلدی کرنے لگے۔ تو فرمایا گیا!

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ○ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ○
فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ○ (۱۰)

''نہ چلا تو اس کے پڑھنے پر اپنی زبان تاکہ جلدی اس کو سیکھ لے، وہ تو ہمارا ذمہ ہے اس کو جمع رکھنا تیرے سینہ میں اور پڑھنا تیری زبان سے پھر جب ہم پڑھنے لگیں فرشتہ کی زبانی تو ساتھ رہ اس کے پڑھنے کے''

قرآن کی اس تعلیم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا سینہ کھول دیا۔ جس کو قرآن میں بطور مقام واحسان بیان کیا۔ ارشاد ہے!

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ (۱۱)

''کیا ہم نے نہیں کھول دیا تمہارا سینہ۔''

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی قرآن کی تعلیم و تعمیل کا بندوبست کیا۔ اس کے لئے آپ کا سینہ کھول دیا اور اس کو آپؐ کے لئے آسان کیا۔ آپؐ کے آداب کو ضروری قرار دیا اور آپؐ کی انسانی حیثیت کو بھی بیان کر دیا۔ تاکہ کوئی انسان کسی وجہ سے دھوکے یا شک و شبہ کا شکار نہ ہو۔ کفار و مشرکین آپؐ کو ھوالابتر کہہ کر آپؐ کی دل آزاری کرتے اور اپنے ہم نواؤں کو یہ کہہ کر تسلی دیتے کہ جلد اس کا نام مٹ جائے گا۔ جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کیا اور فرمایا!

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ (۱۲)

''ہم نے تیرے ذکر کو بلند کیا۔''

بحر الکاہل کے مغربی کنارے سے لے کر دریائے ھوانگ کے شرقی کنارہ تک کے رہنے والوں میں سے کون ایسا شخص ہے جس نے صبح کے روح افزاء جھونکوں کے ساتھ فضا میں گونجتی اذان کی آواز نہ سنی ہو۔ جس نے رات کی خاموشی میں **اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ** کی سریلی آواز کو جان بخش نہ پایا ہو۔

آپ ﷺ کے ادب کے متعلق فرمایا!

لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اور لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (۱۳)

''آگے نہ بڑھو اللہ سے اور اس کے رسولؐ سے'' اور فرمایا ''بلند نہ کرو اپنی آوازیں نبیؐ کی آواز سے اوپر۔''

یہ کہہ کر قرآن نے صاحب قرآن ﷺ کی تعظیم و تکریم کو فرض کر دیا۔ اس آیت نے بتا دیا کہ جس نے نبی ﷺ کی پیروی کی راہ اپنائی اور اپنی آواز اور رائے کو نبی ﷺ کے سامنے پست کر لیا، اصل میں اس نے قرآن پر عمل کیا۔ جس نے ایسا نہ کیا اس کے اعمال برباد ہوئے۔

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ (۱۴)

''کہیں اکارت نہ ہو جائیں تمہارے کام۔''

آپ ﷺ کے اس عالی مقام کو بیان کر کے ساتھ ہی قرآن کریم نے آپؐ کی ذات کے متعلق پیدا ہونے والے ان شبہات کو رد کر دیا جن کو بنیاد بنا کر بعض لوگوں نے کفر، انکار کا راستہ اختیار کرنے کی کوشش کی۔

مَا لِهٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ (۱۵)

''یہ کیسا رسول ہے کھاتا ہے کھانا اور پھرتا ہے بازاروں میں۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کے اس اعتراض کو اس طرح دور کر دیا کہ آپؐ کہہ دیں!

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ (۱۶)

''تو کہہ میں کچھ نیا رسول نہیں آیا۔''

میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں۔ بلکہ مجھ سے پہلے بھی بستیوں کے رہنے والوں کی طرف رسول آتے رہے اور جو بھی رسول مجھ سے قبل آیا وہ انسان ہی تھا۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى (۱۷)

''اور تجھ سے پہلے بھی ہم نے یہی مرد بھیجے تھے کہ حکم بھیجتے تھے ہم ان کی طرف بستیوں والوں میں سے۔''

مجھ پر بشر رسول ہونے کا اعتراض کیوں کرتے ہو۔ ان کے اعتراض کو قرآن نے نقل کیا!

اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ (۱۸)

''کیا اللہ نے بھیجا آدمی کو پیغام دے کر۔''

رسول اللہ ﷺ نے اپنی انسانی حیثیت کو اس طرح واضح کر دیا۔ مسلم شریف میں ہے لوگ کھجور کو پیوند کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا اگر تم ایسا نہ کرو۔ لوگوں نے پیوند نہ کیا تو

پھل کم رہا جس پر آپ ﷺ نے فرمایا!

انما انا بشر، اذا امرتکم بشئی من دینکم فخذو به واذا امرتکم بشئی من رائی فانما انا بشر (۱۹)

"میں انسان ہوں جب تمہیں تمہارے دین کے معاملے میں حکم دوں تو اس کو لے لو اور جب اپنی رائے سے بات کہوں تو میں بہر حال انسان ہوں"

قرآن کریم میں کتنے ہی مقامات ایسے ہیں جن میں اس بات کو مختلف الفاظ اور صیغوں کے ساتھ واضح کیا گیا ہے کہ محمد ﷺ ہر آن وحی کی پابندی کی زندگی گزارتے تھے۔ کسی مقام پر اللہ تعالیٰ کا آپ کو حکم دے رہا ہے۔

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ج (۲۰)

"تو چل اس پر جو حکم تجھ کو آئے تیرے رب کا"۔

وَّاتَّبِعْ مَا یُوْحٰٓی اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ○ (۲۱)

"اور چل اسی پر جو حکم آئے تجھ کو تیرے رب کی طرف سے بے شک اللہ تمہارے کام کی خبر رکھتا ہے۔"

اور کبھی رسول کی زبان سے یہ کہلوایا جا رہا ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ مِنْ رَّبِّیْ ج (۲۲)

"تو کہہ دے میں تو چلتا ہوں اُس پر جو حکم آئے میری طرف میرے رب سے"

سیرت کی کتب میں لکھا ہے کہ رسول ﷺ نے ہجرت کے روز دوپہر کے وقت ابوبکرؓ سے کہا :- ابوبکر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ہجرت اور ترک سکونت کی اجازت دے دی ہے۔(۲۳) جب تک آپؐ کی طرف وحی نہیں آئی آپ مصائب و آلام سہتے رہے لیکن مکہ کو نہیں چھوڑا۔

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ وَ مَآ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ○ (۲۴)

"میں اسی پر چلتا ہوں جو حکم آتا ہے مجھ کو اور میرا کام تو یہی ہے ڈر سنا دینا کھول کر۔"

رسول اللہ ﷺ کی دلی آرزو تھی کہ ان کا قبلہ وہی ہو جو ان کے جد امجد ابراہیمؑ کا تھا۔ آپؐ نے اپنی خواہش سے ایک بار بھی اس طرف رخ کر کے نماز ادا نہیں کی جب تک کہ اللہ کی طرف سے حکم نہیں آگیا۔ آپؐ آسمان کی طرف چہرہ اٹھا کر دعا اور انتظار کرتے تھے کہ اللہ اس کا حکم نازل فرمادے جسے قرآن میں ان الفاظ سے بیان کیا گیا ہے!

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ص (۲۵)

"بے شک ہم دیکھتے ہیں بار بار اٹھنا تیرے منہ کا آسمان کی طرف، سو البتہ پھیریں گے ہم تجھ کو جس قبلہ کی طرف تو راضی ہے۔"

جب تک آسمان سے ان الفاظ کے ساتھ وحی نہیں آئی آپ ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں ادا کرتے رہے۔ جونہی وحی!

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۝ (۲۶)

"اپنا رخ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں۔"

نازل ہوئی آپؐ اسی وقت مسجد حرام کی طرف پھر گئے۔ اور! "اتبع ما یوحیٰ الی" کی اعلیٰ مثال بن کر دکھایا۔

قرآن نے رسول اللہ ﷺ کو چار منفرد حیثیتوں سے پیش کیا۔

ابراہیمؑ کی دعا!

وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ط اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۲۷)

"اے اللہ۔ ان لوگوں میں ایک رسول پیدا فرما جو ان پر تیری آیتوں کی تلاوت کرے، ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔"

سورۃ جمعہ میں ارشاد ہے!

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ق (۲۸)

"وہی ہے جس نے اٹھایا اَن پڑھوں میں ایک رسول انہی میں کا پڑھ کر سناتا ہے ان کو اس کی آیتیں اور ان کو سنوارتا اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب اور حکمت۔"

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ان چار صفات والے رسول کو مومنین پر اپنا انعام کہا!

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ج وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ (۲۹)

"اللہ نے احسان کیا ایمان والوں پر جو بھیجا ان میں رسول انہی میں کا پڑھتا ہے ان پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو یعنی شرک وغیرہ سے اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب اور حکمت اور وہ تو پہلے سے صریح گمراہی میں تھے"

آپ ﷺ کی چوتھی صفت حکمت کا حکم قرآن مجید میں ارشاد ہے!

اُدْعُ اِلٰى سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ط (۳۰)

"بلا اپنے رب کی راہ پر پکی باتیں سمجھا کر اور نصیحت سنا کر بھلی طرح اور الزام دے ان کو جس طرح بہتر ہو۔"

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے نصیحت کیجئے جو مختصر اور جامع ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تو اپنی نماز میں کھڑا ہو تو اس شخص کی طرح نماز پڑھ جو آخری نماز پڑھنے والا ہے اور نہ کہہ ایسی بات جس کے متعلق کل تجھے عذر بیان کرنا پڑے اور پوری طرح ناامید ہو جا اس چیز سے جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے۔(۳۱)

عن ابن مسعود قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم

نضر اللّٰہ عبداً سمع مقالتی فحفظھا ووعا ھا واداھا فرب حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الی من ھو افقہ (۳۲)

''ابن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس آدمی کو سر سبز و شاداب رکھے جس نے میری بات کو سنا پھر اس نے اسے یاد کیا اور محفوظ کیا اور پھر اسے پہنچا دیا بہت سے فقہ لینے والے ہی غیر فقیہ ہوتے ہیں اور کتنے ہی فقہ لینے والے زیادہ فقیہوں کو پہنچانے والے ہوتے ہیں۔''

آپ ﷺ کے ادب و احترام کا جو حکم قرآن نے دیا اس کا نقشہ صحابہ نے پیش کیا چنانچہ عروہ بن مسعود نے قریش کو بتایا :-اے قوم مجھے بار بار نجاشی قیصر اور کسریٰ کے دربار میں جانے کا اتفاق ہوا ہے مگر مجھے کوئی بھی ایسا بادشاہ نظر نہیں آیا جس کی عظمت دربار والوں کے دل میں ایسی ہو جیسے اصحاب محمد کے دل میں محمد کی ہے۔ محمد تھوکتا ہے تو اس کا لعابِ دھن زمین پر گرنے نہیں پاتا کسی نہ کسی کے ہاتھ پر گرتا ہے اور وہ شخص اس لعابِ دھن کو چہرے پر مل لیتا ہے۔ جب محمد کوئی حکم دیتا ہے تو تعمیل کے لئے سب مبادرت کرتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتا ہے تو مستعمل پانی کے لئے ایسے گرتے پڑتے ہیں گویا ان میں لڑائی ہو جائے گی۔ جب وہ کلام کرتا ہے تو سب کے سب چپ چاپ ہو جاتے ہیں۔ ان کے دل میں محمد کا اتنا ادب ہے کہ نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ (۳۳)

صاحب قرآن نے قرآن کی آیت کے مطابق تعلیم دے کر ان کا تزکیہ کیا کہ لوگ گناہ سرزد ہو جانے کی صورت میں اتنے پریشان اور بے چین ہو جاتے تھے کہ خود کو سزا کے لئے پیش کر دیا کرتے تھے تاکہ اس دنیا میں ہی اپنے آپ کو پاک کروالیں۔ صاحب قرآن نے ایسے لوگوں کا حدود اللہ کے نفاذ کے ذریعے تزکیہ فرمایا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عزبن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ نے خود آکر اقرار کیا کہ اسے پاک کر دیا جائے اور اس پاکیزگی کے لئے اس کو سزا دی جائے۔ چنانچہ اس کو رجم کیا گیا۔ (۳۴)

قرآن مجید نے آنحضرت ﷺ کی مختلف حیثیتوں کے بارے میں بیان کیا ہے۔

۱۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ (۳۵)

"ہم نے تجھ کو بھیجا گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا"

۲۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا (۳۶)

"اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو سارے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو"

۳۔ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ (۳۷)

"تو تو بس ڈر کی خبر پہنچانے والا ہے۔"

۴۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ؕ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝ (۳۸)

"ہم نے بھیجا ہے تجھ کو سچا دین دے کر خوشی اور ڈر سنانے والا اور کوئی فرقہ نہیں جس میں نہیں ہو چکا ڈر سنانے والا۔"

۵۔ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ (۳۹)

"میں تو بس ڈر اور خوشخبری سنانے والا ہوں ایماندار لوگوں کو۔"

مندرجہ آیات میں قرآن نے صاحب قرآن کو خوشخبری دینے اور ڈرانے کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ رسول کریم ﷺ زندگی بھر اس فریضہ کو ادا کرتے رہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا!

وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝ (۴۰)

"اور ڈر سنادے اپنے قریب کے رشتہ داروں کو۔"

تو آپ ﷺ نے صفا پہاڑی پر چڑھ کر فرمایا!

یا نبی فھر یا بنی عدی لبطون قریش حتیٰ اجتمعوا فجعل الرجل اذا لم یستطع ان یخرج ارسل رسوله لینظر ما هو فجاء ابولهب و قریش فقال : ارئیتکم ان اخبرتکم ان خیلاً تخرج من صفح هذا الجبل وفی روایة ان خیلاً تخرج بالوادی ترید ان تغیر علیکم اکنتم مصدقی قالوا: نعم ما جربنا علیکم الا صدقا،

قال : فانی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید، قال ابو لھب : تبالك الھذا جمعتنا، فنزلت : تبت یدا ابی لھب وتب (۴۱)

"اے بنی فھر ،اے بنی عدی قریش کے قبیلے کے لوگو، یہاں تک کہ وہ جمع ہو گئے۔ اگر کوئی آدمی خود نہ آسکا تو اس نے اپنا قاصد بھیجا تاکہ معلوم کرے کہ کیا ہوا ہے ؟ ابولھب اور قریش آئے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: آپ کا کیا خیال ہے اگر میں تمہیں بتاؤں کہ اس پہاڑ کی ایک جانب سے لشکر نکلنے والا ہے ؟ اور ایک روایت یہ کہ ایک لشکر وادی سے نکلنے والا ہے اور تم پر غارت ڈالنا چاہتا ہے کیا تم میری تصدیق کرو گے ؟ انہوں نے کہا : ہاں، ہم نے آپ کو ہمیشہ سچاپایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں تم کو ڈرانے والا میرے آگے سخت عذاب ہے۔ ابولھب نے کہا آپ کے لئے ہلاکت ہو۔ اس لئے آپؐ نے ہمیں جمع کیا (اس کے جواب میں) یہ آیت نازل ہوئی !

"تبت یدا ابی لھب"

اسی طرح آپ ﷺ نے بنی کعب، بنی مرۃ، بنی عبد شمس، بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کو جمع کر کے ان الفاظ کے ساتھ ڈرایا!

انقذ وا انفسکم من النار (۴۲)

"تم اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ۔"

اسی طرح حضرت فاطمہؓ کو مخاطب کر کے خبر دار کیا کہ !

انقذی نفسك من النار فانی لا املك لکم من اللہ شیئا یا فاطمه بنت محمد سلینی ما شئت من ما لی لا اغنی عنك من اللہ شیئا (۴۳)

"تم اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ اس لئے کہ میں تیرے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ اختیار نہیں پاتا۔ اے محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ

مجھ سے مال دنیا میں سے جو چاہے مانگ لے یقیناً میں تیرے لئے قیامت
کو کچھ نہیں کر سکوں گا۔"

قرآن کریم نے رسول کریم ﷺ کی دوسری حیثیت بشیر کی بیان فرمائی اور آپ ﷺ اس کے عملی نمونہ تھے۔ کتنے ہی لوگوں کو آپ ﷺ نے حکم الٰہی سے دنیا میں جنت کی خوشخبری دی۔

ایک موقع پر فرمایا!

من شهد ان لا اله الا اللّٰه وحده لا شريك له وان محمداً
عبده و رسوله وان عيسى عبداللّٰه و رسوله وابن امة و
كلمة القاها الى مريم و روح منه والجنة حق والنار حق
ادخله اللّٰه الجنة على ما كان من العمل (۴۴)

"جس شخص نے گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد
ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور عیسیٰؑ اللہ کے بندے اور اس
کے رسول اور اس کی لونڈی کے بیٹے ہیں اور جنت اور دوزخ حق ہیں
اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔"

مختلف صحابہ کرام کے نام لے کر ان کو جنت کی خوشخبری دی۔ ایک دفعہ فرمایا کہ !

اتاني جبريل فاخذ بيدي فاراني باب الجنة الذي يدخل
منه امتي فقال ابو بكر يا رسول اللّٰه وددت ني كنت معك
حتى انظر اليه فقال رسول اللّٰه : اما انك يا ابا بكر اول
من يدخل الجنة من امتي (۴۵)

"میرے پاس جبریلؑ آئے اور میرا ہاتھ پکڑا پھر مجھے جنت کا وہ
دروازہ دکھایا جس سے میری امت اس میں داخل ہو گی۔ حضرت
ابو بکرؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں پسند کرتا ہوں کہ میں آپؐ
کے ساتھ ہوتا تو اس کو بھی میں دیکھ لیتا۔ آپؐ نے فرمایا کہ بے شک
تو پہلا شخص ہو گا جو میری امت میں سے جنت میں داخل ہو گا۔"

قرآن کریم میں آپ ﷺ کو نیکی کے پرچار کرنے اور برائی سے منع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔!

خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ O (۴۶)

''آپؐ معاف کریں، بھلائی کا حکم دیں اور جاہلوں سے کنارہ کشی کریں''

آپ ﷺ نے اس کا عملی نمونہ پیش کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانی دشمنوں کو بھی معاف فرما دیا۔ چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر آپؐ کے متعلق سب نے کہا آپؐ اچھے بھائی ہیں اور اچھے بھائی کے بیٹے ہیں تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا میں وہی بات کہتا ہوں جو یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی! لَاتَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ط (۴۷) ''اور فرمایا تم آزاد ہو۔''

آپؐ نے ابو سفیان (۴۸) اور اس کی بیوی ہندہ کو معاف کر دیا جو کہ آپ ﷺ کی جانی دشمن تھے۔ اسی طرح وحشی بن حرب کو معاف کیا جو کہ حضرت حمزہؓ کا قاتل تھا۔ (۴۹) اسی طرح عکرمہ بن ابی جہل کو بھی معاف فرمایا۔ (۵۰)

قرآن حکیم نے رسول ﷺ کو لوگوں کی اصلاح و ہدایت کے لئے بے چینی کی بابت فرمایا!

فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ O (۵۱)

''آپؐ ان پر حسرتیں کر کے اپنی جان کو ہلاک نہ کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔''

ایک اور مقام پر قرآن نے صاحب قرآن ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا!

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا O (۵۲)

''پس اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائیں تو ان کے پیچھے اپنی جان کو ہلاک کر لو گے۔''

آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرو بن مرۃ سے سورۂ نساء سنی جب اس آیت پر پہنچے!

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ
شَهِيدًا ○ (۵۳)

"پس کیسے ہوگا جس وقت لائیں گے ہم ہر امت سے گواہ اور ہم تمہیں
ان پر گواہ لائیں گے۔"

تو آپ ﷺ کی آنکھیں بہہ رہی تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے صاحب قرآن کو کفار کی خوشحالی اور مسلمانوں کی تنگ دستی کی بنا پر غمگین رہنے پر مخاطب کر کے فرمایا:

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ○ مَتَاعٌ قَلِيلٌ قف
ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمِهَادُ ○ (۵۴)

"آپ کو کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا دھوکے میں نہ ڈال دے یہ تو
بہت ہی تھوڑا فائدہ ہے اس کے بعد ان لوگوں کا ٹھکانا تو جہنم ہے اور وہ
بہت بری جگہ ہے۔"

صاحبِ قرآن آیاتِ قرآن کی عملی تفسیر تھے دنیا کی کوئی وقعت نہ سمجھتے ہمیشہ آخرت کی تیاری رکھتے سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ کو دیکھا ایک کھردری چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور جسم پر اس کے نشان تھے۔ چمڑے کا تکیہ تھا جس میں کھجور بھری ہوئی تھی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ دعا کریں اللہ تعالیٰ آپؐ کی امت پر وسعت کر دے فارس اور روم کے لوگ خوش حال زندگی گزارتے ہیں انہیں دنیا ملی ہوئی ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔ آنحضرت تکیہ لگائے ہوئے تھے، آپؐ فوراً بیٹھ گئے اور فرمایا وہ لوگ ہیں جن کے اعمال کا بدلہ انہیں دنیا میں دے دیا گیا، حضرت عمرؓ نے عرض کی اللہ کے رسول ﷺ میرے لئے استغفار کیجئے۔ (۵۵)

احادیث نبوی ﷺ میں آنحضرت ﷺ کی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔
چنانچہ حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کی گھریلو زندگی کے متعلق فرماتی ہیں کہ!

ما شبع آل محمد من خبز الشعير يومين متتابعين حتى قبض

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم (۵۶)

"آلِ محمد نے لگاتار دو دن جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی حتیٰ کہ آپ ﷺ اس دنیا سے چلے گئے۔"

قرآن نے مسئلہ توحید کو بہت زیادہ اجاگر کیا ہے، سورۃ آل عمران میں ارشاد فرمایا!

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (۵۷)

"اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عدل کے ساتھ دنیا کو قائم رکھنے والا ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ غالب اور حکمت والا ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری زندگی توحید کے پرچار میں گزاری۔

قرآن نے صاحب قرآن کی زبان مبارک سے خطاب کیا کہ!

قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ (۵۸)

"اے پیغمبر ﷺ کہہ دیجئے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں اس کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے۔"

صاحب قرآن کریم نے ان آیات کو پڑھا اور مکے کی گلیوں، بازاروں میں لوگوں کو توحید کا اعلان کیا۔

كلمة تكلمتم بها، ملكتم بها العرب و دانت لكم بها العجم

"ایک کلمہ کہہ دو اس کے بدولت عرب کے بادشاہ بن جاؤ گے اور اسکی وجہ سے عجم بھی تمہارے زیر نگین آجائے گا۔ وہ کلمہ "لاالہ الااللہ تھا" (۵۹)

فتح مکہ کے موقع پر توحید الٰہی کا اظہار اس طرح فرمایا!

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ (۶۰)

"حق آگیا اور باطل چلا گیا باطل جانے والی چیز ہے۔" اور

جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ۝ (۶۱)

''حق آگیا اور باطل کی پھرت چلت ہو گئی۔''

اور آپ ﷺ کی ٹھوکر سے بت چہروں کے بل گرتے جاتے تھے۔(۶۲)

بخاری شریف میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے کہ آپ ''جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ'' اور '' جَاءَ الْحَقُّ وَ مَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ'' پڑھتے جاتے تھے اور کمان سے بتوں کو ٹھوکر مارتے جاتے تھے۔ (۶۳)

شرک کی مذمت میں قرآن نے آپ ﷺ کے متعلق فرمایا!

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ (۶۴)

''اگر آپؐ نے شرک کیا تو آپؐ کے عمل ضائع ہو جائیں گے۔''

آپ ﷺ توحید اور شرک کے معاملے میں بہت حساس تھے، چنانچہ آپؐ کے سامنے ایک شخص نے اتنا کہہ دیا۔ ''ما شاء اللّٰه و شئت '' (جو اللہ نے چاہا اور آپ نے چاہا) تو آپؐ نے فرمایا! ''اجعلتنی للّٰه نداً'' (کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنادیا)، اور ساتھ ہی فرمایا! '' قل ما شاء اللّٰه وحده'' (صرف ماشاء اللہ کہا کرو)(۶۵)۔ قرآن حکیم نے تین مقامات پر صاحب قرآن کو حکم دیا کہ وہ اپنے رب کی قسم کھا کر یہ اعلان کرے کہ اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ کرے گا فرمایا!

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ (۶۶)

''کافروں نے خیال کیا کہ وہ دوبارہ زندہ نہیں کیے جائیں گے آپ کہہ دیں کہ ہاں اللہ کی قسم تم ضرور دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے پھر جو تم نے کیا ہے اس کی خبر دیئے جاؤ گے اور اللہ پر یہ بالکل ہی آسان ہے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا!

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا

فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝ (٦٧)

''اور کہنے لگے منکر نہ آئے گی ہم پر قیامت تو کہہ کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی البتہ آئے گی تم پر۔ وہ عالم الغیب ہے، غائب نہیں ہو سکتا اس سے کچھ ذرّہ بھر آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور کوئی چیز نہیں اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی جو نہیں ہے کھلی کتاب میں''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مثلی کمثل رجل استوقد نارا فلما اضاء ت ما حولھا جعل الفراش وھذہ الدواب التی فی النار یقعن فیھا وجعل یحجز ھن و یغلبنہ فیقتحمن فیھا قال فذلکم مثلی ومثلکم ، انا آخذ بحجز کم عن النار ھلم عن النار ھلم عن النار فتغلبونی وتقحمون فیھا (٦٨)

''میری مثال اس آدمی کی طرح ہے جس نے آگ جلائی جب اس کا ارد گرد روشن ہو گیا تو پتنگے اور دوسرے جانور آگ میں گرنے لگے وہ ان کو روکنے لگا اور وہ اس پر غالب آنے لگے اور ہجوم کرنے لگے۔ پس میں آگ سے بچانے کے لئے تمہیں پیچھے سے پکڑ کر روک رہا ہوں اور تم اس میں (آگ میں) کود رہے ہو پس آگ سے بچو، آگ سے بچو تم مجھ پر غالب آکر اس آگ میں گرنے جا رہے ہو۔''

قرآن نے حضرت محمد ﷺ کو دنیا سے بے رغبت رہنے کا حکم دیا!

وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِہٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْھُمْ زَھْرَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ۝ لِنَفْتِنَھُمْ فِیْہِ ؕ وَرِزْقُ رَبِّکَ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ۝ (٦٩)

''اور اپنی نگاہوں کو ان چیزوں کی طرف ہرگز نہ دوڑانا جو ہم نے ان لوگوں کو آرائش دنیا میں سے دی ہیں تیرے رب کا دینا بہت بہتر اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔''

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ (۷۰)

"اور روکے رکھ اپنے آپ کو ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام، طالب ہیں اس کے منہ کے اور نہ دوڑیں تیری آنکھیں ان کو چھوڑ کر تلاش میں رونق زندگانی دنیا کی۔"

چنانچہ آپ انہی غرباء سے محبت کرتے اور دعا کرتے!

اللّٰھم احیینی مسکینا و امتنی مسکیناً و احشرنی فی زمرۃ المساکین (۷۱)

"اے اللہ مجھے مسکین زندہ رکھ، مسکین موت دے اور مسکینوں کے گروہ میں اٹھا۔"

قرآن کریم میں صاحب قرآن بلکہ تمام رسولوں کو حکم دیا۔

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحاً ۭ (۷۲)

"اے پیغمبروں کی جماعت پاکیزہ کھاؤ اور نیک اعمال کرو۔"

آپ ﷺ کی شفقت و محبت کو قرآن مجید نے!

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (۷۳)

"اور تجھ کو ہم نے بھیجا جہان کے لوگوں پر رحمت بنا کر۔" اور!

لَقَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (۷۴)

"آیا ہے تمہارے پاس رسولؐ تم میں کا بھاری ہے اس پر جو تم کو تکلیف پہنچے حریص ہے تمہاری بھلائی پر، ایمان والوں پر مشفق اور رحم کرنے والا ہے۔"

آنحضرت ﷺ کا رویہ بھی چھوٹوں اور بڑوں کے ساتھ قرآنی تعلیمات کے

مطابق تھا ملاحظہ ہو!

عن انس قال لما قدم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم المدینۃ اخذ ابو طلحۃ بیدی فانطلق بی الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللّٰہ انّ انسا غلام کیّس فلیخدمك قال فخدمتہ فی السفر والحضر واللّٰہ ما قال لی لشئی صنعتہ لم صنعت ھذا ھکذا؟ ولا لشیءٍ لم اصنعہ، لم لم تصنع ھذا ھکذا (۷۵)

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت ﷺ مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابو طلحہ مجھے ساتھ لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا: اے اللہ کے رسول ﷺ، انس عقل مند لڑکا ہے۔ آپ کی خدمت کرے گا۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں میں نے سفر و حضر میں آنحضرت ﷺ کی خدمت کی اللہ کی قسم آپؐ نے کسی کام کے متعلق جو میں نے کیا، یہ نہ فرمایا، تم نے ایسا کیوں کیا؟ اور نہ کسی چیز کے لئے جو نہ کیا ہو، آپ نے یہ نہ فرمایا، تم نے ایسا کیوں نہ کیا؟ ''

آپ ﷺ نے معاشرے کے مظلوم اور بدحال لوگوں کی سرپرستی کی جب قرآن کریم میں رنگ، نسل اور دولت کی بنیاد پر برتری کے سابقہ قانون کو بدلا گیا اور اس کی جگہ تقویٰ و پارسائی کی بنیاد پر برتری اور فضیلت کا معیار قائم کیا فرمایا!

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَ جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ (۷۶)

''لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہارے خاندان اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔''

تو اسی بات کی مناسبت سے آپ نے حجۃ الوداع میں اعلان فرمایا!

الا لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا

لا حمر علی ا لاسود ولا اسود علی احمر الا بالتقویٰ (۷۷)

"دیکھو کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی کالے کو سرخ پر اور سرخ کو کالے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں بغیر تقویٰ کے۔"

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَاعْبُدُو اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ط (۷۸)

"اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ اور قرابت داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ داروں اور اجنبی ہمسائیوں اور رفقائے پہلو اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ نیک سلوک کرو۔"

مندرجہ بالا آیت کی آنحضرت ﷺ زندہ تصویر تھے۔

نبی رحمت ﷺ نے معاشرے میں جاری ظلم سے منع فرمایا اور اعلان کیا، "جو شخص کسی دوسرے شخص پر ایک بالشت برابر بھی ظلم کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گلے میں ساتوں زمینوں کا طوق بنا کر ڈالے گا۔(۷۹)

پڑوسیوں کے متعلق ارشاد فرمایا!

من کان یومن باللّٰہ والیوم الاخر فلا یؤذ جارہ، ومن کان یومن باللّٰہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ (۸۰)

"تم میں سے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے اور جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔"

قرآن حکیم میں اعلان فرمایا گیا!

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْ کُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْماً اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَاراً ط وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْراً O (۸۱)

"جو شخص یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ لوگ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھر رہے ہیں اور وہ عنقریب اس میں داخل ہوں گے۔"

ان لوگوں کے برعکس ارشاد نبوی ﷺ ہے!

الساعی علی الارملة والمسکین کا لمجاھد فی سبیل اللّٰہ (۸۲)

"بیواؤں اور محتاجوں کا خیال رکھنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مانند ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار ایک شخص نے آپ ﷺ سے اپنا قرض مانگا اور سخت کلامی سے پیش آیا۔ صحابہ کرامؓ اس گستاخی کو برداشت نہ کرسکے اور اسے مارنے کے لئے اٹھے آپؐ نے فرمایا اسے کہنے دو جس کا حق ہوتا ہے وہ باتیں کرسکتا ہے۔(۸۳)

ایک مرتبہ حضرت زبیرؓ اور کسی انصاری کے مابین جھگڑا ہوگیا۔ معاملہ آپؐ کے حضور پیش ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت زبیرؓ کے حق میں فیصلہ دے دیا انصاری برافروختہ ہوگیا اور کہا کہ آپ نے اپنے پھوپھی زاد کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے مگر آپ ﷺ نے اس سے درگزر کیا۔(۸۴)

ایک اور موقع پر فرمایا!

مابعث اللّٰہ نبیًا الارعی الغنم (۸۵)

"اللہ تعالیٰ نے جس کو بھی نبی بنا کر بھیجا وہ ضرور بکریاں چرایا کرتا تھا۔"

صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول کیا آپؐ نے بھی بکریاں چرائی ہیں فرمایا!

نعم کنت ارعی علی قراریط لا ھل مکه (۸٦)

"ہاں! میں نے چند قراریط کے بدلے اہل مکہ کی بکریاں چرائی ہیں۔"

قتل کے بارے میں اللہ کا ارشاد اور رسول کریم ﷺ کا عملی پہلو ملاحظہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ط وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ط (۸۷)

''جس نے کسی کو بغیر بدلے جان کے یا زمین میں فساد کے بغیر قتل کیا پس گویا اس نے سب لوگوں کو مار ڈالا اور جس نے ایک جی کو زندہ کیا گویا اس نے سب کو زندہ کیا۔''

ہادی برحق نے فرمایا!

فان دماء کم و اموالکم واعراضکم علیکم حرام کحرمة یومکم هذا فی بلدکم هذا فی شهرکم هذا (۸۸)

''بے شک تمہارے خون، تمہارے مال، تمہاری عزتیں تم پر اس طرح حرام ہیں جس طرح یہ تمہارا دن، یہ تمہارا شہر (مکہ) اور تمہارا یہ مہینہ حرمت والا ہے۔''

قرآن مجید میں آنحضرت ﷺ کے متعلق رسولا منکم کہا گیا۔ اس لفظ منکم نے انسان کا اشرف ماکان ہونا بتلایا اور ساتھ ہی احساس دے دیا کہ ہر ایک انسان اپنے اعلیٰ ترین کمالات رکھتا ہوا بھی بشر ہی ہوتا ہے۔

کمالاتِ عبدیت کا اتمام واختتام حضور ﷺ ہی کے عنصر شریف بشریت پر ہوا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ایک مقام پر نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے کہلوایا گیا ہے!

هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ (۸۹)

''نہیں ہوں میں مگر بشر رسول''

قرآن مجید میں ایفائے عہد کے متعلق ارشاد ہے۔

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ط اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۝ (۹۰)

''اور وعدہ پورا کرو وعدے کا سوال ہوگا۔''

آپ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر ایفائے عہد کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا اور ابو جندل رضی اللہ عنہ کو مکہ والوں کے حوالے کر کے اپنے عہد کی پاسداری کی دیگر معاہدات کی بھی آپ ﷺ نے ہمیشہ پابندی کی۔ یہودیوں کے ساتھ کئے ہوئے معاملات میں بھی آپ ﷺ نے کبھی وعدہ کی خلاف ورزی نہ کی۔

قرآن کریم میں اہلِ ایمان کی بہت بڑی علامت شرک سے نفرت کو کہا گیا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ شرک سے بیزاری اختیار کی۔ قرآن مجید میں آپؐ کو کفار اور منافقین سے سختی کا حکم ہوا۔

جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ط (۹۱)

"کفار اور منافقین سے جہاد کریں اور ان پر سختی کریں۔"

آپؐ نے عملاً جہاد کر کے کفار اور منافقین سے سختی اور دشمنی کی مثالیں قائم کیں۔ جنگ بدر، احد، حنین، تبوک سب اس کی زندہ مثالیں ہیں۔

قرآن مجید میں اہلِ ایمان کے متعلق فرمایا!

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ (۹۲)

"وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں ایک دن میں ستر بار استغفار کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ارشاد ہے۔

اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝ (۹۳)

"وہ صبر کرنے والے ہیں اور سچے اور فرمانبرداری کرنے والے اور خرچ کرنے والے اور پچھلی رات کو استغفار کرنے والے ہیں۔"

یہ تمام کی تمام صفات آنحضرت ﷺ میں عملاً موجود تھیں۔

ارشاد ربانی ہے!

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (۹۴)

"(کہہ دو پیغمبر) اے میرے خدا سارے ملک کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہ بنا دے جس سے چاہے بادشاہت چھین لے تو جس کو چاہے عزت دے جس کو چاہے ذلت دے۔ ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

آنحضرت ﷺ نے اس کا عملی نمونہ فتح مکہ کے موقع پر دکھایا۔ ملک دینا اور چھین لینا اللہ کا اختیار ہے۔ آپؐ عاجز تھے سر جھکا ہوا تھا۔ نیکی کا حکم اور جاہلوں سے منہ پھیرنے کا حکم قرآن ان الفاظ میں دیتا ہے۔ حکم دیا گیا!

خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝ (۹۵)

"آپؐ معاف کریں، نیکی کا حکم دیں اور جاہلوں سے اعراض کریں۔"

آپؐ اس آیت کی زندہ تصویر ہیں۔ آپؐ نے بڑے بڑے دشمنوں ابوسفیان، عکرمہ بن ابی جہل، وحشی بن حرب اور ہندہ ابوسفیان کو معاف کرنے کے ساتھ مکہ کے لوگوں کو معاف کر دیا۔ اسی طرح امر بالمعروف میں آپؐ نے کوئی کمی نہ چھوڑی اور اعراضِ جاہلین میں بھی آپ ﷺ ایک بہترین نمونہ تھے۔

حضور اکرم ﷺ کے فرائض اور مسلمانوں پر آپؐ کے حقوق کے متعلق فرمایا گیا!

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ط فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۹۶)

"وہ لوگ جو نبی امی کی پیروی کرتے ہیں جس کو اپنے پاس لکھا ہوا

تورات اور انجیل میں پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم دیتا اور برائی سے روکتا ہے اور ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتا ہے اور ناپاک چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے اور ان سے وہ بوجھ ہلکے کرتا ہے جو ان پر تھے وہ لوگ جو ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو ان کی طرف اتارا گیا یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"

ارشاد ربانی ہے!

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ۝ (۹۷)

جب یہ نازل ہوئیں تو آپ ﷺ نے تبلیغ میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ اس کے لئے آپؐ نے کسی موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ ایک ایک فرد سے لے کر گروہوں اور حکمرانوں تک تو آپؐ نے دعوت دی۔ بلکہ آخری وقت آپؐ نے سب سے دریافت کر کے پوچھا کہ آپؐ لوگوں کا کیا خیال ہے۔ "الا هل بلغت" کیا میں نے پہنچا دیا ہے تو انہوں نے کہا ہاں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا! "اللهم اشهد" (۹۸) "اے اللہ گواہ رہ"۔ آنحضرت ﷺ کے قرآن کے ہر حکم پر عمل کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے ہر حکم کو اپنا حکم قرار دیا۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (۹۹)

"تیرے رب کی قسم وہ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک نہ آپؐ کو اپنے جھگڑوں کا فیصلہ تجھ سے نہ کروائیں پھر تیرے فیصلے سے ان کے دلوں میں تنگی نہ ہو۔ (اور مان کر منظور کر لیں)۔"

اور اس وجہ سے قرآن نے آپؐ کی زندگی کو لوگوں کے سامنے نمونہ کے طور پر پیش فرمایا!

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۱۰۰)

"تمہارے لئے رسول اللہ (ﷺ) کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔"

دورِ حاضر میں ہماری کامیابی اسی میں ہے کہ ہم قرآنی تعلیمات پر اس طرح عمل کریں جیسے رسول ﷺ نے کیا اور آنحضرت ﷺ کی زندگی کو مشعلِ راہ بنائیں آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل نہ کرنے کا نتیجہ ہے کہ ہم مختلف مصائب و آلام اور عذابوں میں گرفتار ہیں۔ مسلمانوں کے حالات کی بہتری اور دنیا و آخرت میں سربلندی کا راستہ صرف محمد ﷺ کی مجموعی زندگی کی پیروی ہے۔

جس قدر رازم بھی ہیں جہاں کے ان سے انسان کو کیا ملا ہے
دامن مصطفیٰ چھوڑنے سے آدمی کرب میں مبتلا ہے

حوالہ جات

۱۔ سورۃ النجم، آیت ۳،

۲۔ سورۃ المجادلہ، آیت ۱،

۳۔ النسائی، ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب، السنن، المکتبہ السلفیہ لاہور، طبع دوم ۱۹۷۹ء، باب قیام اللیل، کتاب قیام اللیل و تطوع النھار، ج۱، ص ۱۹۱،

۴۔ ابوالکلام آزاد، رسول رحمت، غلام علی اینڈ سنز، کراچی، ص۱۱،

۵۔ سورۃ القلم، آیت ۴،

۶۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح، نور محمد اصح المطابع، الطبع الثانیہ کراچی، ج۱، ص ۲،

۷۔ سورۃ الشوریٰ، آیت ۵۲،

۸۔ سورۃ النساء، آیت ۱۱۳،

۹۔ سورۃ الاعلیٰ، آیت ۶،

۱۰۔ سورۃ القیمہ، آیت ۱۶۔۱۸،

۱۱۔ سورۃ الانشراح، آیت ۱،

۱۲۔ سورۃ الانشراح، آیت ۴،

۱۳۔ سورۃ الحجرات، آیت ۱۔۲،

۱۴۔ سورۃ الحجرات، آیت ۲،

۱۵۔ سورۃ الفرقان، آیت ۷،

۱۶۔ سورۃ الاحقاف، آیت ۹،

۱۷۔ سورۃ یوسف، آیت ۱۰۹،

۱۸۔ سورۃ الاسراء، آیت ۹۴،

۱۹۔ مسلم بن حجاج القشیری، الصحیح، قدیمی کتب خانہ، کراچی، طبع دوم، ۱۹۵۶ء، باب امتثال ما قالہ شرعادون ماذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم من معایش الدنیا علی سبیل الرای، کتاب الفضائل، ج ۲، ص ۲۶۴،

۲۰۔ سورۂ الانعام، آیت ۱۰۶،

۲۱۔ سورۂ الاحزاب، آیت ۲،

۲۲۔ سورۂ الاعراف، آیت ۲۰۳،

۲۳۔ ابن کثیر، سیرت النبی (اردو)، ترجمہ مولانا ہدایت اللہ ندوی، مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار لاہور، طبع اوّل، اکتوبر ۱۹۹۶ء، ج ۱، ص ۴۵۳،

۲۴۔ سورۂ الاحقاف، آیت ۹،

۲۵۔ سورۂ البقرۃ، آیت ۱۴۴،

۲۶۔ ایضاً،

۲۷۔ ایضاً، آیت ۱۲۹،

۲۸۔ سورۂ جمعہ، آیت ۲،

۲۹۔ سورۂ آل عمران، آیت ۱۶۴،

۳۰۔ سورۂ النحل، آیت ۱۲۵،

۳۱۔ احمد، المسند، دار الفکر، القاہرہ، ج ۵، ص ۲،

۳۲۔ الخطیب التبریزی، مشکاۃ المصابیح، کتب خانہ رشیدیہ، دہلی، ۱۹۷۷ء، کتاب العلم، الفصل الثانی، ص ۳۵،

۳۳۔ البخاری، الصحیح، باب الشروط فی الجہاد، کتاب الشروط، ج ۱، ص ۳۷۷،

۳۴۔ مسلم، الصحیح، کتاب الحدود، باب حد الزنا، جلد ۲، ص ۶۷،

۳۵۔ سورۂ الاحزاب، آیت ۴۵،

۳۶۔ سورۂ سبا، آیت ۲۸،

۳۷۔ سورۂ فاطر، آیت ۲۳،

۳۸۔ سورۂ فاطر، آیت ۲۴،

۳۹۔ سورۂ الاعراف، آیت ۱۸۸،

۴۰۔ سورۂ الشعراء، آیت ۲۱۴،

۴۱۔ متفق علیہ، بحوالہ مشکاۃ المصابیح، باب المبعث وبدء الوحی، کتاب الفتن، ص ۵۲۲۔۵۲۳،

۴۲۔ مسلم، الصحیح بحوالہ مشکاۃ المصابیح، باب الانذار والتحذیر، کتاب الرقاق، ۴۶۰،

۴۳۔ متفق علیہ بحوالہ مشکاۃ المصابیح، ایضاً،

۴۴۔ متفق علیہ بحوالہ مشکاۃ المصابیح، کتاب ایمان، الفصل الاول، ص ۱۴،

۴۵۔ ابو داؤد بحوالہ مشکاۃ المصابیح، باب مناقب ابی بکر، الفصل الثانی، کتاب الفتن، ص ۵۵۶،

۴۶۔ سورۂ الاعراف، آیت ۱۹۹،

۴۷۔ سورۂ یوسف آیت ۹۲،

☆ تفسیر درمنثور بحوالہ قرآن مجید مع فوائد السّلفیہ المسمی اشرف الحواشی، تفسیر مولانا محمد عبدہ الفلاح، شیخ محمد اشرف لاہور، ص ۲۹۶،

مزید دیکھیں:

☆ صفی الرحمٰن مبارک پوری، الرحیق المختوم، مکتبہ عرفان الکویت، ۱۹۹۶ء، ص ۴۰۵،

☆ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری، رحمۃ للعالمین، غلام علی ایڈ سنز لاہور، ۱۹۷۲ء، ج ۱، ص ۱۲۰،

۴۸۔ صفی الرحمٰن مبارک پوری، الرحیق المختوم، ص ۴۰۰۔۴۰۱،
۴۹۔ ابن ھشام، السیرۃ النبویہ، انتشارات ایران، قم، ج ۳/ ص ۷۶۔۷۷، عربی ایڈیشن،
۵۰۔ ایضاً، ص ۶۰۔۶۱،
۵۱۔ سورۂ الفاطر، آیت ۸،
۵۲۔ سورۂ الکھف، آیت ۶،
۵۳۔ سورۂ النساء، آیت ۴۱، البخاری، الصحیح، باب قولہ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید، کتاب التفسیر، ج ۲، ص ۶۵۹،
۵۴۔ سورۂ آل عمران، ۱۹۶۔۱۹۷،
۵۵۔ البخاری الصحیح، ۲، ص ۸۱۷۔۸۲۷،
۵۶۔ متفق علیہ بحوالہ مشکاۃ المصابیح، باب فضل الفقراء وماکان من عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم، کتاب الرقاق، ص ۴۴۶،
۵۷۔ سورۂ آل عمران، ۱۸،
۵۸۔ سورۂ الزمر، آیت ۱۱،
۵۹۔ الرحیق المختوم، آخر وفد قریش الی ابی طالب، ص ۱۱۴،
۶۰۔ سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۸۱،
۶۱۔ سورۂ سبا، آیت ۴۹،
۶۲۔ الرحیق المختوم، ص ۴۰۴،
۶۳۔ البخاری، الصحیح، باب قولہ قل جاء الحق وزھق الباطل، کتاب التفسیر، ج ۲، ص ۶۸۶،
۶۴۔ سورۂ الزمر، آیت ۶۵،
۶۵۔ احمد، المسند، ج ۱، ص ۲۱۴، ۲۲۴، ۲۸۳، ۲۹۸،
۶۶۔ سورۂ التغابن، آیت ۷،
۶۷۔ سورۂ النساء، آیت ۳،
۶۸۔ مسلم، الصحیح، باب شفقتہ صلی اللہ علیہ وسلم امتہ و مبالغتہ فی تحذیرھم ممایضرھم، کتاب الفضائل، ج ۲، ص ۲۴۸،
۶۹۔ سورۂ طٰہٰ، آیت ۱۳۱،
۷۰۔ سورۂ الکھف، آیت ۲۸،
۷۱۔ الترمذی، الجامع السنن، ج ۴، ص ۱۵۸، رقم ۲۳۵۹، دارالفکر، بیروت، ۱۹۹۴ء،
۷۲۔ سورۂ المؤمنون، آیت ۵۱،
۷۳۔ سورۂ انبیاء، آیت ۱۰۶۔۱۰۷،
۷۴۔ سورۂ التوبہ، آیت ۱۲۸،
۷۵۔ مسلم الصحیح، باب حسن خلقہ صلی اللہ علیہ وسلم، کتاب الفضائل، ج ۲، ص ۲۵۳،
۷۶۔ سورۂ الحجرات، آیت ۱۳،
۷۷۔ احمد، المسند، ج ۵، ص ۴۱۱،
☆ مزید دیکھیں: خطبہ حجۃ الوداع، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد ۱۹۸۵ء، ص ۲۲،
۷۸۔ سورۂ النساء، آیت ۳۶،
۷۹۔ البخاری، الصحیح، باب اثم فی ظلم شیئا من الارض، ابواب المظالم و القصاص، ج ۱، ص ۳۳۲، اور باب ماجاء فی سبع ارضین، کتاب بدء الخلق، ج ۱، ص ۴۵۳،

۸۰۔ البخاری الصحیح، باب من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر، کتاب الادب، ج ۲، ص ۸۸۹،

☆ مزید دیکھیں: ابن ماجہ، السنن، باب حق الضیف، ادارہ احیاء السنہ النبویہ سرگودھا، ۱۳۹۸ھ، ۲۶۹،

۸۱۔ سورۃ النساء، آیت ۱۰،

۸۲۔ البخاری، الصحیح، باب الساعی علی الارملہ، کتاب الادب، ج ۲، ص ۸۸۸،

۸۳۔ ابن ماجہ، السنن، باب لصاحب الحق سلطان، ابواب الصدقات، ص ۱۷۶،

۸۴۔ البخاری، الصحیح، باب فلاوربک لایومنون، کتاب التفسیر، ج ۲، ص ۶۶۰،

۸۵۔ البخاری، الصحیح، باب رعی الغنم علی قراریط، کتاب الاجارہ، ج ۱، ص ۳۰۱،

۸۶۔ البخاری، الصحیح، ج ۱، ص ۳۰۱،

۸۷۔ سورۃ المائدۃ، آیت ۳۲،

۸۸۔ البخاری، الصحیح، باب خطبہ ایام منیٰ کتاب الحج، ج ۱، ص ۲۳۴،

☆ مزید دیکھیں خطبہ حجۃ الوداع، ص ۲۲، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد،

۸۹۔ سورۃ الاسراء، آیت ۹۳،

۹۰۔ سورۃ الاسراء، آیت ۳۴،

۹۱۔ سورۃ التحریم، آیت ۹،

۹۲۔ سورۃ آل عمران، آیت ۱۶،

۹۳۔ ایضاً، آیت ۱۷،

۹۴۔ ایضاً، آیت ۲۶،

۹۵۔ سورۃ الاعراف، آیت ۱۹۹،

۹۶۔ ایضاً، آیت ۱۵۷،

۹۷۔ سورۃ المائدۃ، آیت ۶۷،

۹۸۔ البخاری، الصحیح، باب خطبہ منیٰ، کتاب الحج، ج ۱، ص ۲۳۵،

۹۹۔ سورۃ النساء، آیت ۶۵،

۱۰۰۔ سورۃ الاحزاب، آیت ۲۱،